

جدید مالیاتی نظام میں اسلامی سرمایہ کاری صکوک

* محمد سہیل

** عمید احمد خان

ABSTRACT

Those financial institutions who have come into existence in Present era, in some of those Human social needs are attached moreover for turning interest-based system into non-interest-based system under Islamic law. Apart from banking and insurance financial Documentation has been included, according to its prime objectives it is not contradictory to it, against bonds, step has been taken in shape sukuk which is based on different Islamic law. In modern banking system according, Islamic investments this topic is quite crucial therefore I Have chosen this an I have highlighted its definition and introduction under various Shariah Scholars Reflection and I have also tried my best to explain the benefits and features of Islamic sukuk.

Keywords: Financial institutions, Interest-based system, Non-interest-based system, Islamic law, Islamic investments, Shariah scholars reflection.

موجودہ دور میں جو مالیاتی ادارے وجود میں آئے ہیں ان میں سے بعض سے انسانی بنیادی ضرورتیں اور معاشی مصلحتیں متعلق ہیں نیز مروجہ سودی بینکاری نظام کو غیر سودی اور شرعی احکام کے تابع بنانے کے لیے بینکاری اور انشورنس کے علاوہ مالیاتی دستاویزات اور سٹریٹجیکس کو بھی شرعی احکام میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے اور اپنے بنیادی مقاصد کے اعتبار سے یہ شریعت اسلامی کے مزاج و مذاق سے متصادم نہیں ہیں اس طرح کی ایک کوشش اسلامی مالیاتی اداروں نے سوڈپر مینی بونڈز کے مقابلہ میں ”صکوک“ کی صورت میں کی ہے، جس کی بنیاد مختلف شرعی عقود پر رکھی گئی ہے صکوک (اسلامی بونڈز) کو آج کل ”سندات اسلامیہ“ بھی کہتے ہیں یہ دراصل کسی شئی یا اس کی منفعت میں متناسب اور غیر معین حصہ کی نمائندگی کرتا ہے جو قابل فروخت ہوتا ہے اور صکوک حاصل کرنے والا زیادہ قیمت میں بیچ کر اس سے نفع حاصل کرتا ہے، بہ شریکہ صکوک، سودی مالیت والے اثاثے کی نمائندگی نہ کرتے ہوں۔

صکوک کے لغوی معنی: الصک: دستاویز، اقرار نامہ، چیک، مالی دستاویز۔ جمع: صکوک^(۱)

صکوک چیک، رسید، کاغذ، سند وغیرہ کو کہتے ہیں^(۲)۔ یہاں صکوک سے مراد پرائز بونڈز کے مقابلے میں اسلامی مالیاتی اداروں کی طرف سے جاری کردہ سند یا رسید ہے۔ اس لفظ کو تمام زبانوں میں صکوک لکھتے ہیں، یہاں تک کہ

* ریسرچ اسکالر، شعبہ اصول الدین، جامعہ کراچی برقی پتا: Sohailwazir786@gmail.com

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اصول الدین، جامعہ کراچی

انگریزی میں sukuk لکھا جاتا ہے، اس کا کوئی ترجمہ نہیں کیا جاتا، اب اس طرح یہ ایک اصطلاح بن گیا ہے۔ اور اسلامی لغت میں ایک جدید لفظ کا اضافہ ہو گیا ہے۔

ترجمہ: صک لفظ فارسی سے معرب ہے یہ اس دستاویز کو کہتے ہیں جن میں مالی معاملات اور رپورٹس لکھی جاتی ہیں۔ اور اس کی جمع صکوک ہے جیسے فلس کی جمع فلوس ہے اور اس کی جمع صکاک اور اسک بھی آتی ہے جیسے بحر کی جمع بحار اور اجر آتی ہے، اور صک اس ورق یعنی اس کاغذ کے ٹکڑے کو بھی کہتے ہیں جس میں دین یعنی قرض سے متعلق تحریر لکھی ہو اور صکوک اس دستاویز کو بھی کہتے ہیں جس میں خوارک واناج کی تفصیلات درج ہوں، اور جو قاضیوں اور آفیسرز اور ملازمین اور مزدوروں کی تنخواہوں کے گوشوارے، اور وہ دستاویز بھی صکوک کی تعریف میں داخل ہیں جن میں غرباء اور اہل حاجت کو عطیہ کے طور پر کچھ دینے کی تفصیلات درج ہوں اس طرح کی تمام دستاویز اور تحریروں کو صکوک کہا جاتا ہے۔^(۳)

صکوک کی اصطلاحی تعریف:

اسلامی تمویل کے اداروں کی اکاؤنٹنگ و آڈیٹنگ کی تنظیم کے تیار کردہ معاییر الشرعیہ نے اسلامی صکوک کو استثماری صکوک (یعنی سرمایہ کاری صکوک) کا نام دیا ہے تاکہ انھیں مروجہ شیئرز اور بونڈز سے امتیاز حاصل ہو اور صکوک کی تعریف یہ کی ہے:

ترجمہ: صکوک ایسی سند ہے اور دستاویز ہیں جو یکساں قیمت کی ہوتی ہیں اور اشیاء (اعیان) یا منافع یا خدمات کی ملکیت میں یا کسی خاص کاروباری منصوبے کے اثاثوں کی ملکیت میں یا سرمایہ کاری کی کسی خاص سرگرمی میں غیر متعین حصے کی نمائندگی کرتی ہیں، یہ اوصاف اس وقت ثابت ہوتے ہیں جب صکوک خریدنے والوں سے ان کی قیمت وصول کی جا چکی ہو اور صکوک کی فروخت بند کر دی گئی ہو اور جس غرض سے صکوک جاری کیے گئے ہوں اس میں حاصل شدہ سرمائے کا استعمال شروع کر دیا گیا ہو۔^(۴)

شیخ اشرف محمد لکھتے ہیں:

ترجمہ: اصطلاح میں صک مالی دستاویز (ورقہ مالیہ) کو کہتے ہیں۔ مالی دستاویز کا اطلاق حصص (شیئرز) اور سند (سٹیفیکٹس، بونڈز) پر بھی کیا جاتا ہے اور چونکہ یہ مال کی حامل ہوتی ہیں اس لیے ہر صک اور ہر سند کی کچھ نہ کچھ مالی قیمت ہوتی ہے۔^(۵)

مالی دستاویزی کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ مطبوعہ دستاویز ہوتی ہیں جس پر متعلقہ ضروری تفصیلات درج ہوں مثلاً صکوک کی صورت میں صکوک جاری کرنے والے کا نام اور صک کی قیمت اسمیہ یعنی فیس ویلیو۔ اسی طرح اس میں متعلقہ افراد کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں بھی درج ہوں مثلاً یہ کہ حامل صک ہونے والے نفع کا حقدار ہے اور صک جاری کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ حامل صک کو حاصل ہونے والا نفع دے اور مدت پوری ہونے پر صک واپس خریدتے ہوئے اس کی قیمت ادا کرے۔ مالی اور اقتصادی دائرے میں صک یا صکوک کی اصطلاح اور سند و سندات کی اصطلاح ہم معنی ہیں اور یہ دستاویزات اس بات کی ضمانت ہیں کہ ان میں حامل صک اور حامل سند کے لیے ثابت شدہ حق ضائع نہیں ہوگا۔

کمپنی کا حصہ (شئیر) شرکت کے لیے اس الممال میں ایک حصہ کی نمائندگی کرتا ہے اور حامل حصہ (شئیر ہولڈر) شرکت کے موجودات و اثاثوں کے ایک حصے کا اور شرکت میں حاصل ہونے والے نفع کے ایک حصہ کا حقدار ہوتا ہے۔ سند قرض و دین میں شرکت کو کہتے ہیں (یعنی جتنے لوگوں نے وہ سندات خریدیں وہ سب حکومت کو قرض دینے میں شریک ہیں) اور ہر حامل سند سود کا جو کہ شرعاً حرام ہے حقدار ہوتا ہے۔

ہم عصر فقہاء نے سندات کے لفظ کے بجائے صکوک کے لفظ کو ترجیح دی اور وہ صکوک کا اطلاق سرمایہ کاری اور تمویل کے ان دستاویزی ذرائع پر کرتے ہیں جو اشیاء (اعیان) کی ملکیت، منافع کی ملکیت یا دونوں کی ملکیت یا دونوں کی نمائندگی کرتے ہوں، اور جن میں احکام شرعیہ کا لحاظ رکھا جاتا ہو اور جو سودی عنصر سے خالی ہو اور جو ان سودی سندات سے مختلف ہوں جو قرض و دین کی نمائندگی کرتی ہیں۔

مجلس خدمات مالیہ اسلامیہ نے صکوک کی یہ تعریف کی ہے۔

ترجمہ: موجودہ اشیاء میں یا مختلف اشیاء کے مجموعہ میں یا کسی خاص منصوبے کے موجودات میں یا کسی تمویلی سرگرمی میں غیر متعین اور فی صدی نسبت کے اعتبار سے حق ملکیت کو صکوک کہتے ہیں۔ عالمی مجمع فقہ اسلامی نے صکوک مضاربہ کی یہ تعریف کی ہے:

ترجمہ: یہ سرمایہ کاری اور تمویل (فنانسنگ) کا ایسا ذریعہ ہے جس میں راس الممال کو مساوی حصوں پر تقسیم کرتے ہیں، اس کی صورت یہ ہے کہ راس الممال کی یکساں قیمت کی اکائیاں بنا کر ان کو عوام میں فروخت کے لیے جاری کرتے ہیں۔ (ان اکائیوں کو صکوک کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے) ان صکوک کے حامل راس الممال کے غیر متعین حصوں کے یا راس الممال جن اشیاء میں تبدیل ہو سابقہ تناسب سے ان کے غیر متعین حصوں کے مالک ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر احمد محی الدین احمد صکوک المضار بہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ترجمہ: مالیاتی ادارے مضاربت کی بنیاد پر صکوک جاری کرتے ہیں جس میں راس المال کو کسی ایک منصوبے میں یا کئی منصوبوں میں لگایا جاتا ہے، جس میں حاملین صکوک متوقع نفع اور نقصان کی بنیاد پر شریک ہوتے ہیں اور شراکت داری کی مدت مختلف ہوتی ہے یعنی اس کی مدت کم اور زیادہ ہو سکتی ہے تداول او استرداد کے حساب سے۔ (تداول کہتے ہیں کہ صکوک کی مدت پوری ہونے سے پہلے حاملین صکوک کا اپنے صکوک کو کسی اور کے ہاتھ فروخت کر دینا، اور استرداد کہتے ہیں کہ صکوک کی مدت پوری ہونے سے پہلے حاملین صکوک کا اپنے صکوک کو صکوک جاری کرنے والے کے ہاتھ فروخت کر دینا۔^(۶))

بونڈز اور صکوک کی بنیادی ضرورت:

جب کسی ملک کے مالیاتی اداروں کو قرض لینے کی ضرورت پیش آتی ہے تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اس ملک کی حکومت مختلف قسم کے بچت کے سرٹیفیکٹس اور انعامی بونڈز جاری کرتے ہیں، بظاہر لوگ وہ سرٹیفیکٹس اور بونڈز خریدتے ہیں لیکن اس کی حقیقت اور اصل وجہ یہ ہے کہ حکومت عوام سے اور مالیاتی اداروں سے قرض لینے کے لیے مخصوص مالیت یا مالیاتوں کے سرٹیفیکٹس اور دستاویز اور بونڈز جاری کرتی ہے، مثلاً ایک سو روپے کا بونڈ اور پانچ سو اور ہزار روپے کے بونڈز اور سرٹیفیکٹس پر قرض سے متعلق کچھ تفصیلات ذکر ہوتی ہیں، جو آدمی ایک سو، پانچ سو یا ہزار روپے کا بونڈ خریدتا ہے وہ درحقیقت ایک سو، یا پانچ سو یا ہزار روپے حکومت کو قرض دیتا ہے، اور اس ملک کی حکومت اتنی مالیت کی ایک رسیدی سرٹیفیکٹ دیتی ہے، جو بونڈ یا سود کی صورت میں ہوتی ہے، اور حکومت اس بونڈ اور مالی دستاویز لینے والوں کو انعام اور سود کے طور پر نفع دیتی ہے اور اس بونڈ اور مالی دستاویز پر ملنے والے انعام کو علماء کی اکثریت خالصہً سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام کہتی ہے۔

جس میں پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور عرب ممالک کے تمام بڑے دارالافتاء کے فتاویٰ کثیر تعداد میں موجود ہیں، جو بونڈز کو قرض کی بنیاد پر نفع دینا کی وجہ سے کو شرعاً ناجائز اور حرام کہتی ہے جبکہ بریلوی مکتب فکر کے علماء نے بونڈز سے ملنے والی انعامی رقم کو جائز اور حلال کہا ہے، اور ماضی قریب کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا غلام رسول سعیدیؒ کی تحقیق کے مطابق انعامی بونڈز میں زیادت مشروط نہیں ہوتی، لہذا یہ سود نہیں ہے اور پیسے میں کمی بھی نہیں ہوتی، لہذا یہ جو ابھی نہیں ہے، اور لینے والا اپنی خوشی سے کچھ زائد دے دے تو وہ جائز ہے اس لیے انعامی بونڈز کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور یہ ہی فتویٰ بریلوی مکتب فکر کے دارالافتاء دیا جاتا ہے۔

پرائز بونڈ کی انعامی رقم کے حرام ہونے کی اصل وجہ: پرائز بونڈ کے انعامی رقم کے حرام ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ عوام کی یہ رقم حکومت کے پاس قرض ہے اور قرض کی بنیاد پر ملنے والا نفع حرام ہے کیوں کہ حکومت اپنی ضروریات سے کی خاطر عوام سے قرض لیتی ہے لیکن ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا مال محفوظ بھی رہے اور اسے نفع بھی حاصل ہوتا رہے، اس لیے حکومت عوام سے قرض حاصل کرنے کے لیے ایسے اقدامات کرتی ہے جن سے عوام متاثر ہو کر نفع کے لالچ میں زیادہ سے زیادہ بچتیں حکومت کے پاس جمع کرائیں پرائز بونڈ بھی اس مقصد کے حصول کا ایک طریقہ اور حیلہ ہے حکومت مختلف قیمتوں کے انعامی بونڈز جاری کرتی ہے جو اس بات کی دستاویز اور رسید ہوتی ہے کہ بونڈز ہولڈرز نے اتنی رقم حکومت کو قرض دی ہے اب اس کو اختیار ہے چاہے قرعہ اندازی میں شامل ہونے کے لیے بونڈز اپنے پاس رکھے یا بینک میں جمع کرا کے اپنی رقم وصول کر لے یا اسے کسی شخص کو یا منی چینجر والوں کو دے کر اپنی رقم وصول کر لے، پھر ایک مدت کے بعد حکومت قرعہ اندازی کراتی ہے اور جس کے نمبر پر انعام نکل آتا ہے اسے پرائز کے نام سے بھاری رقم دی جاتی ہے۔

حاصل یہ کہ پرائز بونڈ لینے والا اس امید پر لیتا ہے کہ شاید مجھے یہ بھاری رقم مل جائے اور حکومت اس بات کی پابند ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر قرعہ اندازی کرائے اور جس کے نمبر کا انعام نکل آئے اس کو مقررہ رقم کی ادائیگی کرے اور بونڈ ہولڈر کو یہ قانونی حق حاصل ہے کہ اگر حکومت اس کے حق کی ادائیگی میں ٹام مٹول سے کام لے تو حامل بونڈ عدالت کے ذریعے سے اپنا حق لینے کی کارروائی کر سکتا ہے۔

مذکورہ باتوں کا شرعی نقطہ نظر سے جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل اصول واضح ہوتے ہیں۔

- ۱- حکومت اور حاملین بونڈز کے درمیان یہ معاملہ قرض کا ہے۔
- ۲- بانڈز کا لین دین یہ شرعاً بیع نہیں بلکہ حوالہ ہے۔
- ۳- بونڈز بذات خود مال نہیں بلکہ اس مال کی جاری کردہ دستاویز اور رسید ہے۔
- ۴- حکومت کی طرف سے ملنے والی رقم قرض پر مشروط اضافہ ہے، جس کا حکومت بحیثیت مجموعی، لاعلی التعمین حاملین بونڈز سے وعدہ کرتی ہے۔

حاملین بونڈز اور بونڈز جاری کرنے والی حکومت کا معاملہ: حاملین بونڈز اور بونڈز جاری کرنے والی حکومت کا معاملہ قرض کا ہے اور حکومت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ واقعتاً مذکورہ شخص نے ہمیں اتنے روپے قرض دیے ہیں جس کا ثبوت خود بونڈز ہیں، جیسا کہ خود بونڈز کے لفظ سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کیوں کہ انگریزی میں بونڈ ”وثیقہ اور دستاویز“ کو کہتے ہیں۔

المورد میں بونڈ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے، ”سند، او وثیقة الدين، صک التامین“۔^(۷) چنانچہ بونڈ جاری کرنے والا ادارہ خود اس کو قرض سمجھتا اور لکھتا ہے اس لیے بھی یہ شرعاً قرض شمار ہوگا، اور رقم جمع کرانے والا بھی اسے قرض خیال کرتا ہے کیوں کہ رقم دینے والے کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر میرے نام کا انعام نکل آیا، تو مجھے زائد اور اضافی رقم مل جائے گی، جو کہ دی ہوئی رقم سے کئی گناہ زائد ہوتی ہے اور اگر اضافی رقم حاصل نہ کر سکا تو بونڈ دے کر میں واپس اپنی رقم حاصل کر سکتا ہوں اور قرض کی حقیقت بھی یہی ہے۔

چنانچہ قرض کے شرعی معنی بیان کرتے ہوئے فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے۔

القرض شرعاً: ماتعطيہ من مثلی لتقاضی مثله^(۸)

وفی الفقہ الاسلامی: القطع، سمی المال المدفوع للمقترض قرضاً، لانه قطعہ من مال المقترض، تسمیة المفعول باسم المصدر ویسمی ایضاً السلف۔

واصطلاحاً عند الحنفیة هو ما تعطيہ من مال مثلی متفضاه او بعبارة اخرى، هو عقد مخصوص یرد علی دفع مال مثلی لآخر لیرد مثله۔

مذکورہ بالا عبارات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ قرض کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کو اس شرط کے ساتھ مال دینا کہ وہ اس کی مثل واپس کرے گا، اور حامل بونڈ زور اور بونڈ ز جاری کرنے والے ادارے کے درمیان بھی یہی معاملہ ہوتا ہے کہ ادارہ حامل بونڈ ز کو اصل رقم مع اضافہ واپس کرتا ہے یا صرف اصل رقم واپس کرتا ہے۔

چنانچہ تمام ہم عصر علماء و فقہاء نے اس معاملہ کو قرض قرار دیا ہے جس کی صراحت تمام بڑے اردو فتاویٰ میں موجود ہے جیسے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ رحیمیہ، فتاویٰ حقانیہ، فتاویٰ عثمانی، احسن الفتاویٰ، آپ کے مسائل اور ان کا حل، وغیرہ قابل ذکر ہیں، ان تمام فتاویٰ میں بونڈ کو قرض کا معاملہ قرار دیتے ہوئے بونڈ ز پر ملنے والی انعامی رقم کو ربا اور سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے۔

حاصل بحث: مذکورہ بحث سے مقصود اس بات کو واضح سے کرنا تھا کہ بونڈ کے لیے سودی اور غیر شرعی ہونے کا تصور رائج تھا اس لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ بونڈ کا اسلامی غیر سودی متبادل پیش کیا جائے اور مروجہ سودی معاشیات کو غیر سودی اور شرعی احکام کے تابع بنانے کے لیے بینکنگ اور انشورنس کے علاوہ مالیاتی دستاویزات یعنی بونڈ ز کو بھی شرعی احکام میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے، چنانچہ اسی ضرورت کے پیش نظر ”صکوک“ کے نام سے مالی دستاویزات متعارف کروائے گئے ہیں۔

شرعی اصولوں کی بنیاد پر صکوک کا اجراء اسلامی بینکنگ کے اہم مقاصد اور معاشرے میں اسلامی معیشت کی ترقی کے اہم ذرائع میں سے ایک اہم ترین ذریعہ ہے، بشرطیکہ اس میں ان تمام اسلامی اصولوں کی پاسداری کی جائے جن کی بنیاد پر اسلامی معیشت دیگر معیشتوں سے منفرد مقام رکھتی ہے۔ آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سودی نظام کو سود کی بنیاد پر بونڈز کے اجراء کی عادت پڑ چکی ہے، ان بونڈز کا اجراء بڑے بڑے منصوبوں کے لیے ہوتا ہے جن میں خطیر سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے اور بیش بہا منافع حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن بیچارے بونڈز ہولڈرز کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہوتی ہے کہ وہ منصوبوں کے مالکان کو سود کی بنیاد پر قرضہ فراہم کرنے والے ہوتے ہیں لیکن پروجیکٹ کے اصل سرمایے کی ملکیت انکو حاصل نہیں ہوتی، اور نہ ہی نفع میں شریک ہوتے ہیں، اور نہ اس پروجیکٹ سے ہونے والی آمدنی میں انکا حصہ ہوتا ہے، انکو تو صرف قرضہ پر سود ملتا ہے جو مارکیٹ کے سودی ریٹ کے مطابق ہوتا ہے۔ جبکہ وہ منافع جو ان منصوبوں کے مالکان کو اخراجات، سود وغیرہ منہا کر کے حاصل ہوتے ہیں تو اس میں سے انکو کچھ نہیں ملتا۔

اسلامی صکوک کے اجراء کے پیچھے جو مقصد کار فرما تھا وہ یہ تھا کہ بونڈز ہولڈرز کو بڑے بڑے منصوبوں کے منافع میں حصہ ملے، یا ان سے ہونے والی آمدنی انکو ملتی رہے۔ اگر صکوک کا اجراء اسی بنیاد پر ہو تو ان سے اسلامی بینکنگ کے فروغ میں بہت مدد ملے گی، اور اس طرح شریعت کے زیریں اہداف حاصل ہونگے، خصوصاً مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے:

صکوک کے فوائد و منافع:

- (۱) صکوک ہی وہ بہترین طریقہ کار ہے جس کے ذریعے ایسے بڑے بڑے منصوبوں کو قوم کی فراہمی ممکن ہو سکتی ہے جو کسی ایک آدمی کے بس میں نہیں۔
- (۲) صکوک کے توسط سے ایسے سرمایہ داروں کو ایک راستہ مل سکتا ہے جو اپنے اضافی سرمایے کو کسی منافع بخش منصوبے میں لگانا چاہتے ہیں، اور ضرورت پڑنے پر اپنے سرمایے کو واپس بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ ان صکوک کے متعلق یہ بات طے شدہ ہے ان کی کوئی ثانوی مارکیٹ بھی ہوگی جہاں صکوک کا کاروبار ہوگا، چنانچہ جب کبھی سرمایہ کار کو اپنے تمام سرمایہ یا بعض سرمایہ کی ضرورت ہوگی تو اسکو اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ اپنے تمام صکوک یا بعض کو فروخت کر دے، اور ان کی قیمت حاصل کرے جس میں اصل اور منافع دونوں شامل ہونگے، بشرطیکہ منصوبے میں نفع ہوا ہو۔

(۳) صکوک کے ذریعے سرمایے کی گردش میں مدد ملے گی، خصوصاً بینکوں اور اسلامی مالیاتی اداروں کو صکوک کے توسط سے روپے کی گردش کا ایک وسیلہ ہاتھ آئے گا۔ چنانچہ اگر ان اداروں کے پاس اضافی رقم گردش میں ہوں تو

ان سے صکوک خرید سکیں گے اور اگر خود انکو گردش رقوم کی ضرورت ہو تو ثانوی مارکیٹوں میں صکوک فروخت کر کے روپے حاصل کر سکیں گے۔

(۴) صکوک سرمایے کی منصفانہ تقسیم کا ایک ذریعہ ہے، کیونکہ صکوک کے توسط سے سرمایہ کاری کرنے والوں کو اس بات کا موقع ملتا ہے کہ وہ پروجیکٹ سے حاصل ہونے والے منافع میں برابر کے شریک ہوں۔ اس سے دولت چند ہاتھوں میں مقید ہو کر رہنے کے بجائے وسیع پیمانے پر پھیلے گی، جو اسلامی معیشت کے ایک اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔

آج مارکیٹ میں صکوک کی بہت ساری قسمیں پھیل گئیں ہیں جن کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ سب اسلامی صکوک ہیں، اس مختصر بحث میں میری کوشش یہ ہوگی کہ انکے طریقہ کار کا جائزہ لیں، اور یہ دیکھیں کہ یہ اسلامی شریعت کے احکام، ضوابط، اور مقاصد کے مطابق ہیں یا نہیں۔

جن حضرات نے ان صکوک کا اجراء کیا ہے انہوں نے یہ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ یہ صکوک مارکیٹ میں پھیلے ہوئے سودی بونڈز کے نعم البدل ہیں، ان میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو سودی بونڈز میں ہوتی ہیں، تاکہ اسلامی اور روایتی دونوں طرح کی مارکیٹوں میں ان کا پھیلاؤ آسان ہو، سودی بونڈز کی اہم ترین خصوصیات درج ذیل ہیں:

سودی بونڈز کی اہم ترین خصوصیات:

(۱) یہ بونڈز اپنے ہولڈرز کی ملکیت کی نمائندگی نہیں کرتے ان تجارتی یا صنعتی منصوبوں میں جن کے لیے بونڈز کا اجراء عمل میں آیا ہے۔ بلکہ یہ بونڈز سودی قرضے کی ایک سند اور رسید کی حیثیت رکھتے ہیں جو ہولڈرز کی طرف سے پروجیکٹ کے مالک کو دیا جاتا ہے جنہوں نے بونڈز کا اجراء کیا ہے۔

(۲) بونڈز ہولڈروں کو روٹین کی شکل میں منافع کی تقسیم ہوتی ہے، منافع کا اندازہ اس المال میں حصے کے تناسب سے لگایا جاتا ہے، نہ کہ حقیقی منافع کی بنیاد پر، یہ تناسب کبھی کبھار تو متعین ہو جاتا ہے، لیکن عموماً یہ تناسب بدلتا رہتا ہے خصوصاً جب لمبی مدت والے بونڈز ہوں۔

(۳) مروجہ بونڈز میں اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ بونڈز کی مدت پوری ہونے پر اس المال واپس ملے گا، اس سے کوئی غرض نہیں ہوتا کہ پروجیکٹ میں نفع ہوا ہے یا نقصان۔ بونڈز جاری کرنے والے پر صرف اس المال اور طے شدہ سود واپس لوٹنا ضروری ہوتا ہے، اب اگر پروجیکٹ میں اسکے علاوہ بھی کوئی فائدہ حاصل ہوا ہے تو وہ سب بونڈز کا اجراء کرنے والے کا ہوتا ہے، بونڈز ہولڈرز کو اس بات کی اجازت نہیں ہوتی کہ وہ طے شدہ سود کے علاوہ پروجیکٹ میں جو اضافی نفع حاصل ہوا ہے اس میں سے بھی اپنے حصے کا مطالبہ کریں۔^(۹)

ظاہر بات ہے کہ یہ تمام خصوصیات اسلامی صکوک میں براہ راست نہیں پائی جاسکتیں، لیکن آجکل اسلامی صکوک کا اجراء کرنے والے تمام حضرات کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ براہ راست نہ سہی، بالواسطہ طور پر ان کے صکوک ان تمام خصوصیات کے حامل ہوں۔ جس کے لیے انہوں نے مختلف طریقے اور میکنزم ایجاد کیے، ذیل میں تین نقاط کے ذریعے ان طریقوں کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔

۱۔ بونڈز ہولڈرز کی پروجیکٹ کے راس المال میں ملکیت:

پہلا نکتہ یہ ہے کہ جو بونڈز ہولڈرز کی پروجیکٹ کے راس المال میں ملکیت ہے تو اکثر صکوک تو سودی بونڈز سے اس ضمن میں مختلف ہوتے ہیں، عام حالات میں صکوک نفع بخش پروجیکٹ کے سرمایہ میں مشترکہ حصے کی نمائندگی کرتے ہیں، جیسے کرایہ پر لگائے گئے میٹرل، یا کوئی تجارتی یا صنعتی منصوبہ، یا ایسا انویسٹمنٹ پاٹ (Investment pot) جو متعدد سرمایہ کاریوں پر مشتمل ہو۔ یہ ہے وہ واحد پوائنٹ ہے جس کی بدولت صکوک سودی بونڈز سے مختلف ہوتے ہیں، لیکن اب کے کچھ ایسے صکوک بھی سامنے آئے ہیں جن کے متعلق یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ پروجیکٹ کے راس المال میں حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مثلاً کبھی تو صکوک کی نمائندگی کرنے والی رقم درحقیقت مختلف کمپنیوں کے غیر حقیقی ملکیت کے شیئرز ہوتے ہیں، صرف صکوک ہولڈرز کا انکے منافع میں حق تسلیم کر لیا جاتا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے شیئرز کے منافع کی خریداری کی جائے، جو شرعاً جائز نہیں ہے۔ اسی طرح کچھ ایسے صکوک بھی پھیل گئے ہیں جن میں متعدد معاملات یکجا کر دیئے جاتے ہیں جیسے اجارہ، استصناع، اور مراہجہ وغیرہ جس میں کوئی بینک بیچ میں آجاتا ہے۔ صکوک کے خریدار کو اس متعدد امور کے مجموعہ کو فروخت کر دیا جاتا ہے، تاکہ اسے مذکورہ تمام معاملات کا نفع حاصل ہو۔ چونکہ اس میں مراہجہ کا معاملہ داخل ہونے کے بعد قرض فروخت کرنے کا شبہ پایا جاتا ہے، اگرچہ اس میں مراہجہ کا تناسب اجارہ، مشارکہ اور استصناع کے مقابلے میں کم ہوتا ہے، لیکن پھر بھی یہ امر قابل غور ہے اور اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

۲۔ حاملین صکوک پر روٹین کی شکل میں منافع کی تقسیم:

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ تمام جاری شدہ صکوک نے عملاً سودی بونڈز کی خصوصیات حاصل کر لی ہیں، چنانچہ یہ بھی پروجیکٹ میں حاصل ہونے والے منافع کی تقسیم سودی ریٹ کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ اسکے حلال ہونے کا جواز پیدا کرنے کے لیے انہوں نے عقد میں ایک شرط رکھ لی ہے، وہ یہ ہے کہ اگر سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والا عملی نفع زیادہ ہو اس شرح سے جس کی بنیاد سودی ریٹ ہے، تو اضافی رقم ساری کی ساری ڈائریکٹر کو دیدی جائے گی، (وہ ڈائریکٹر چاہے مضارب ہو یا پارٹنر ہو یا سرمایہ کاری کا نمائندہ ہو)، جس کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ اسکی اچھی کارکردگی

پراسکی حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے بعض صکوک تشکیل میں دیکھا کہ وہ اس بات کی صراحت نہیں کرتے کہ اضافی رقم ڈائریکٹر کی ہوگی، بلکہ یہ کہنے پر کفایت کرتے ہیں کہ ہر روٹین پر صکوک ہولڈرز کو سودی ریٹ کی بنیاد پر خاص تناسب کے حساب سے منافع ملے گا۔ (گویا کہ اضافی رقم کا بطور انعام ڈائریکٹر کے لیے ہونا ثابت ہو چکا ہے تقدیر یا اقتضاء)۔ لیکن اگر عملی منافع کم ہو اس منافع سے جس کی بنیاد مذکورہ سودی ریٹ ہے، تو ڈائریکٹر اس بات کا پابند ہو گا کہ دونوں کے مابین فرق کو بلا سودی قرضے کے ذریعے صکوک ہولڈرز کو ادا کرے، اب ڈائریکٹر یہ رقم یا تو بعد میں ہونے والی اضافی آمدنی سے پوری کر لیگا، یا پھر صکوک کی مقررہ مدت کے خاتمے پر موجودات کی قیمت خرید کم کر کے یہ رقم حاصل کر لیگا۔ جس کی تفصیل تیسرے نکتے کے بیان میں آرہی ہے۔

۳۔ اس المال واپس لینے کی گارنٹی:

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ اس وقت جاری ہونے والے تمام صکوک میں اس بات کی گارنٹی دی جاتی ہے کہ صکوک کے خاتمہ پر صکوک ہولڈرز کو اس المال واپس دیدیا جائیگا۔ بالکل سودی بونڈز کی طرح۔ جو ایک وعدہ کے ذریعے کیا جاتا ہے جس کی پابندی ضروری ہوتی ہے، یہ وعدہ صکوک جاری کرنے والی کی طرف سے ہوتا ہے یا اسکے ڈائریکٹر کی طرف سے ہوتا ہے کہ ہم صکوک کی مقررہ مدت ختم ہونے پر صکوک کی نمائندگی کرنے والے اصول پر نٹ شدہ رقم کی بنیاد پر خرید لیں گے، قطع نظر اس کے کہ ان صکوک کی اس دن حقیقی قیمت یا بازاری قیمت کیا ہوتی ہے۔ چنانچہ مذکورہ مرکب طریقہ کار کے ذریعے صکوک نے سودی بونڈز کی خصوصیات حاصل کر لیے ہیں، وہ اس طرح کہ یہ بھی سودی ریٹ کی بنیاد پر صکوک ہولڈرز کو اس المال کا ایک مخصوص شرح ادا کرتی ہیں، دوسری طرف وہ صکوک ہولڈرز کو معاملہ ختم ہونے پر اس المال کی واپسی کی گارنٹی بھی دیتے ہیں۔

اس طریقہ کار کا فقہی اعتبار سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے

پہلی بات ڈائریکٹر کو حسن کارکردگی پر سودی ریٹ سے زائد ہونے والی آمدنی بطور انعام دینا۔

دوسری بات یہ ہے کہ منافع کی تقسیم کے کسی موقع پر اگر عملی فائدہ اس فائدہ سے کم ہوتا ہے جس کی بنیاد سودی ریٹ ہے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ وہ صکوک ہولڈرز کے مذکورہ نقصان کی تلافی قرض دیکر کر لیگا۔ جسے وہ بعد میں کسی وقت ہونے والی اضافی آمدنی سے پورا کر لیگا، یا پھر صکوک کی مقررہ مدت ختم ہونے پر اصول کم قیمت میں خرید کر کرے گا۔

تیسری بات یہ وعدہ کہ صکوک کی مدت ختم ہونے پر وہ صکوک کی نمائندگی کرنے والے اصول خرید لے گا اس قیمت پر جو اس پر نٹ شدہ ہے اور جو پہلی دفعہ خریداری پر ادا کی گئی تھی، نہ کہ اس دن کے بازاری قیمت پر۔

ڈائریکٹر کے لیے جو انعامی رقم کی شرط رکھی گئی ہے اس کی دلیل وہ ہے جو بعض فقہاء سے منقول ہے کہ اس طرح کی چیزیں ایجنٹ یا دلال کو دی جاسکتی ہے، اور جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن سیرین سے تعلقاً ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ابن عباس نے فرمایا: یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ یہ کپڑا فروخت کر دو اور اتنی اور اتنی رقم کے علاوہ جو کچھ ملے وہ تمہارا ہے۔ ابن سیرین نے فرمایا: اگر وہ کہتا ہے: اسے اتنے میں فروخت کر دو، اس پر جو فائدہ ہو گا وہ تمہارا ہے، یا وہ میرے اور تمہارے درمیان ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔^(۹)

یہی حنا بلہ کا مذہب ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ نے الکافی میں لکھا ہے: اگر وہ کہتا ہے کہ اسے دس میں فروخت کر دو، اس سے اگر زیادہ ملتا ہے تو وہ تمہارا ہے، تو یہ صحیح ہے اور زائد اسکی ہو جائیگی۔ کیونکہ حضرت ابن عباس اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔^(۱۰)

مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ مذہب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن سیرین، شریح، عامر الشیبی، زہری اور حکم سے مروی ہے۔ اور مصنف عبد الرزاق میں یہی مذہب قتادہ اور ایوب سے بھی مروی ہے۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ نے یہی مذہب حسن بصری، طاوس بن کیسان کا نقل کیا ہے۔ یہی جمہور کا مذہب بھی ہے البتہ جمہور میں حنا بلہ شامل نہیں ہیں۔^(۱۱)

علامہ ابن حجر نے امام بخاری رحمہ اللہ کی حضرت ابن عباس کی معلق اثر کے ذیل میں لکھا ہے: (یہ دلالی کی اجرت بھی ہے، لیکن مجہول ہے، اسی لیے جمہور نے اسکی اجازت نہیں دی۔ جمہور کا کہنا یہ ہے کہ اگر (دلال) نے اس بات کی بنیاد پر مال فروخت کیا تو اسے اجرت مثل ملے گی۔ بعض حضرات نے حضرت ابن عباس کی اجازت کو حمل کیا ہے قرضہ دینے والے پر۔ چنانچہ جمہور کے قول کا امام احمد و اسحاق نے یہی جواب دیا ہے۔

علامہ ابن التین نے نقل کیا ہے کہ بعض حضرات نے اسکے جواز کے لیے یہ شرط رکھی ہے کہ لوگوں کو اس وقت اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ سامان کی قیمت اس سے زائد ہونی چاہیے جس کا تعین مالک نے دلال کے لیے کیا ہے۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ بہر حال اجرت کی مقدار کے متعلق جہالت اب بھی باقی ہے۔^(۱۲)

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن سیرین کا قول تو اکثر علماء تو اس بیع کی اجازت نہیں دیتے، حضرات کو فیین اور امام ثوری نے بھی اسے ناپسند کیا ہے۔ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ نے فرمایا ہے کہ: یہ جائز نہیں ہے۔ اگر پھر بھی فروخت کر دیا تو اسے اجرت مثل ملے گی۔ جبکہ امام احمد و اسحاق نے کہا کہ یہ جائز ہے، یہ قرض دینے کے زمرے میں آتا ہے، اور قرض خواہ کو کبھی نفع نہیں ہوتا۔^(۱۳)

یہ سب کچھ دلال کی اجرت کے متعلق ہے کہ اگر مقررہ قیمت سے زائد رقم کا تعین نہ کیا گیا ہو، لیکن اگر دلال کی اجرت متعین کر دی جائے ایک یقینی رقم کے ساتھ، پھر اس سے کہا جائے: اگر تم نے اتنی رقم سے زیادہ میں فروخت کر دیا تو اضافی رقم ساری کی ساری تمہاری ہے اور یہ تمہاری اجرت کے علاوہ ہے، تو ظاہر ہے کہ جمہور بھی اسکو ناجائز نہیں کہتے۔ کیونکہ اجرت متعین کر دینے کے بعد اجرت کی جہالت ختم ہو گئی ہے۔ اور اگر وہ سامان فروخت کر دیتا ہے مقررہ حد سے زائد پر، تو یہ اضافی رقم حسن کارکردگی کا انعام ہوگی۔

چنانچہ اس بنیاد پر شرعی کونسل کی جانب سے جاری ہونے والے معیار مضاربت میں آیا ہے: (طرفین میں سے اگر کوئی ایک اپنے لیے کسی لگی بندھی رقم کا تعین کر دیتا ہے، تو مضاربت فاسد ہو جائیگی۔ لیکن یہ ممانعت اس صورت کو شامل نہ ہوگی جب طرفین اس بات پر اتفاق کر لیں کہ ایک مقررہ حد سے زائد یا کم منافع جو حاصل ہو گا وہ دونوں میں سے کسی ایک کا حق ہو گا۔ تو ایسی صورت میں منافع کی تقسیم اس طرح ہوگی جس پر طرفین نے اتفاق کیا ہے)۔^(۱۳)

صکوک میں آپریٹرز ڈائریکٹر، مزدور یا وکیل کے طور پر آپریٹرز کرتا ہے، چنانچہ یہ دلال کے مشابہ ہے، یا پھر مضارب یا پارٹنر مزدور کے طور پر کام کرتا ہے، لہذا معیار مضاربت میں جو بات ذکر ہوئی ہے وہ اسکو بھی شامل ہے۔ ڈائریکٹر کو مقررہ شرح کے علاوہ جو اضافی رقم ملتی ہے اس کا نام حسن کارکردگی کا انعام رکھا گیا ہے، یہ انعام واقعی انعام اس وقت سمجھا جائیگا جب اس کا تعلق اس کم سے کم منافع سے زائد ہو جس کی توقع رکھی جا رہی ہو اس تجارتی یا صنعتی پروجیکٹ سے جس کے لیے صکوک کا اجراء عمل میں آیا۔

مثال کے طور پر اگر کم سے کم منافع کی توقع ۵ فیصد تھی، تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس سے زائد جو آمدنی ہوگی وہ ڈائریکٹر کو بطور انعام دیدی جائیگی، اس لیے کہ یہ زائد مقدار اس قابل ہے کہ اسے اچھی کارکردگی کا انعام کہہ کر ڈائریکٹر کو دیدی جائے، لیکن صکوک میں ایسا نہیں ہوتا۔ صکوک میں تو کسی متعین شرح (۵ فیصد) کا تعلق متوقع نفع سے نہیں ہوتا، بلکہ اس کا تعلق فنانسنگ اخراجات، یا سودی ریٹ سے ہوتا ہے جو ہر روز بدلتا رہتا ہے، بلکہ ہر لمحہ بدلتا رہتا ہے، اس کا تعلق پروجیکٹ کے نفع سے نہیں ہوتا، بلکہ اکثر مواقع پر اس کا تناسب متوقع نفع سے کہیں کم ہوتا ہے۔

چنانچہ اگر متوقع نفع کا تناسب ۱۵ فیصد ہو، جیسا کہ سابقہ مثال میں ہے، تو بہت زیادہ ممکن ہے کہ سودی ریٹ صرف ۵ فیصد ہو، اور عملی فائدہ ڈائریکٹر کی بری کارکردگی کی وجہ سے صرف ۱۰ فیصد ہو، تو ایسی صورت میں یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ۵ فیصد سے زائد جو آمدنی ہوئی ہے وہ ڈائریکٹر کو حسن کارکردگی کے انعام کے طور پر دیدی جائیگی۔ حالانکہ اس تو نے بری کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے حتیٰ کہ منافع ۱۰ فیصد تک آ گیا ہے، جبکہ متوقع کم سے کم

منافع کی شرح ۱۵ فیصد تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان صکوک میں جس رقم کو انعام کہا جاتا ہے وہ درحقیقت انعام نہیں ہے، بلکہ یہ ان صکوک کو سودی ریٹ پر چلانے کا ایک طریقہ ہے، جو کراہت سے خالی نہیں ہے اگرچہ ہم صراحت کے ساتھ اس کی حرمت کے قائل نہ بھی ہوں۔

یہ مذکورہ بحث فقہی حیثیت سے تھی اب اسلامی معاشی پالیسی کے اعتبار سے دیکھیں، کہ اس طرح کے "انعامات" نے، جن سے آج صکوک کی کوئی قسم خالی نہیں ہے کمپنی یا مضاربت کے پیچھے جو عظیم مقصد کارفرما تھا سرمایہ کاری کرنے والوں کے مابین دولت کی منصفانہ تقسیم کا، تو اس مقصد کو یکسر ناکارہ بنا دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ صکوک جن کی بنیاد "انعامات" پر ہے، انہوں نے ہر حال میں منافع کی تقسیم سودی ریٹ پر کر دیا ہے، جبکہ حقیقی منافع کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

متعین شرح سے منافع کم ہونے کی صورت میں قرضہ دینے کا وعدہ:

اگر حقیقی منافع متعین شرح سے کم ہو تو قرضہ دینا ضروری ہے، تو شرعی لحاظ سے کسی بھی صورت میں اس کا کوئی جواز نہیں بنتا، قرضہ دینے کی ذمہ داری ڈائریکٹر لیتا ہے، وہی کاروائی کے آغاز میں صکوک ہولڈرز کو اصول (ایسٹ) فروخت کرتا ہے، اگر اس پر اس وقت یہ شرط لگائی جائے کہ متعین شرح سے حقیقی منافع کم ہو تو قرضہ دینے کا پابند ہوگا، تو اس کو کہتے ہیں "فروخت بھی اور ادھار بھی"۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے "فروخت اور ادھار" سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک نے موطا میں اس حدیث کو بلغنی کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جبکہ امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: ("ادھار اور فروخت" حلال نہیں ہیں) امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔^(۱۵)

اور علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے محفوظ ہے، یہ صحیح حدیث ہے، عمرو بن شعیب سے ثقات نے روایت کی ہے۔ اور عمرو بن شعیب کو ثقہ سمجھا جاتا ہے اگر وہ کسی ثقہ سے روایت کریں۔^(۱۶)

تمام علماء نے اس کو لیا ہے، اس میں کسی کا اختلاف معروف نہیں ہے۔ علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر وہ اس شرط کے ساتھ فروخت کرتا ہے کہ اسے ادھار یا قرضہ دیگا یا خریدار نے یہی شرط بائع پر لگائی، تو یہ ناجائز ہے، اور یہ خرید و فروخت باطل ہے، یہ امام مالک اور شافعی کا مذہب ہے، مجھے اس سلسلے میں کسی اختلاف کا کوئی علم نہیں ہے۔^(۱۷)

علامہ ابن قدامہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: اگر یہ شرط لگاتا ہے کہ اس کا مکان کم قیمت پر اسے کرایہ پر دیگا، یا یہ شرط لگاتا ہے قرض خواہ کا مکان زیادہ اجرت پر کرایہ پر لیگا، تو یہ حرمت میں زیادہ بلوغ ہے۔^(۱۸)

علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بیع میں ادھار کا معنی یہ ہے کہ: اس شرط پر فروخت کرے کہ اسے ادھار میں کچھ درہم دیگا، تو یہ اس بیع کی ایک قسم میں سے ہے جس میں ایسی کوئی شرط لگائی جاتی ہے جس میں طرفین میں سے کسی ایک کی منفعت ہے وغیرہ وغیرہ۔^(۱۹)

مذکورہ صکوک کے طریقہ کار اور میکنزم میں ڈائریکٹر اس قرض کی شرط پر راضی ہی اس لیے ہوتا ہے کیونکہ اسے عملی منافع سے انعام کی شکل میں اپنے حقیقی حصے سے زیادہ مال لینے کا موقعہ ملتا ہے، جس کی شرط اسکے حق میں لگائی جاتی ہے کہ جب حقیقی فائدہ سودی ریٹ سے تجاوز کر جائے۔ لہذا یہ قرض علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کے الفاظ میں حرام میں ابلغ و اشد ہے، یعنی سخت حرام ہے۔

بسا اوقات آپریٹرز ڈائریکٹر جس نے قرضہ فراہم کرنے کی ذمہ داری لی ہے وہ اس معاملہ کا پارٹنر یا مضارب ہوتا ہے۔ یہ مشروط ذمہ داری کا عہد بھی متقاضی عقد کے خلاف ہے، اس میں "بیع و قرض" کی حرمت کی علت برابر طور پر پائی جا رہی ہے، لہذا یہ بھی ناجائز ہے۔

ڈائریکٹر کا وعدہ کہ وہ پرنٹ شدہ قیمت پر اصول خرید لے گا:

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اسلام کے حقیقی کاروباری سودوں میں اس المال کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ شریعت کا اصول ہے: "نفع کے بدلے جرمانہ"۔ لہذا تجارتی صکوک میں قاعدہ یہ ہے کہ صکوک ہولڈرز کو اس المال کی کوئی ضمانت نہیں دی جائیگی۔ بلکہ وہ اپنے تمام اصول یعنی ایسٹس، اثاثہ جات کے مستحق ہوں گے، چاہے وہ پرنٹ شدہ قیمت سے زیادہ ہو یا کم۔ لیکن اس وقت مروجہ تمام صکوک میں ہولڈرز کو اس المال کی بالواسطہ ضمانت دی جاتی ہے، وہ اس طرح کہ آپریٹرز ڈائریکٹر اس بات کا عہد کرتا ہے صکوک کی مدت پوری ہونے پر وہ اصول اثاثہ جات جن کی نمائندگی صکوک کر رہے ہیں ان پر پرنٹ شدہ قیمت کے عوض خرید لے گا۔ قطع نظر اس سے کہ انکی حقیقی قیمت اس وقت کیا ہوتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ صکوک کی مدت پوری ہونے پر ہولڈرز کا اس المال ان کے پاس واپس آجائیگا، اسکے علاوہ اور کچھ نہیں آئیگا۔ چنانچہ اگر منصوبہ خسارہ کا شکار ہو تو اسے ڈائریکٹر برداشت کرئیگا، اور اگر منافع ہوتا ہے تو سب کچھ ڈائریکٹر اینٹ لے گا چاہے کتنا کیوں نہ ہو، صکوک ہولڈرز کو صرف اس المال واپس لینے کی اجازت ہوگی جیسا کہ سودی بونڈز میں ہوتا ہے۔ اگر ہم غور کریں اس وعدے کے جواز کے بارے میں کہ یہ کس قدر جائز ہے تو آپریٹرز ڈائریکٹر بعض وقت تو صکوک ہولڈرز کی طرف سے بحیثیت مضارب آپریٹرز کرتا ہے، اور بعض اوقات وہ پارٹنر اور شریک کے طور پر کام کرتا ہے، یا کبھی کبھار انویسٹمنٹ کا مندوب و نائب بن کر کام کرتا ہے۔

ڈائریکٹر اگر مضارب بن کر وعدہ کرے تو اس صورت میں اس عہد و پیمانہ کا باطل ہونا بالکل واضح ہے، کیونکہ اس میں مضارب ارباب الاموال کو اس المال کی ضمانت فراہم کر رہا ہے، جو متفق علیہ حرام ہے۔ اس کے حلال ہونے کا فتویٰ کسی نے نہیں دیا۔ چنانچہ شرعی کونسل کی طرف سے جاری کردہ ”مضاربت اسٹینڈرڈز“ میں لکھا ہے کہ: “آپریشن کے تصفیہ کے وقت اگر نقصان نفع سے زیادہ ہو تو خسارے کا بقایا اس المال سے کاٹ لیا جائیگا، مضارب کو اس ضمن میں کچھ برداشت کرنا نہیں پڑیگا، کیونکہ وہ تو امین ہے۔ الایہ کہ اسکی طرف سے کوئی ظلم یا کوتاہی ثابت ہو جائے۔ اگر اخراجات درآمدات کے بقدر ہوں تو رب المال اپنا اس المال وصول کر لے گا، مضارب کو کچھ نہیں ملے گا، اور اگر منافع حاصل ہو تو حسب اتفاق طرفین کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا۔”^(۲۰)

فقہی اعتبار سے ڈائریکٹر کی طرف سے اس عہد کے جواز کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی، البتہ بعض صکوک میں یہ لکھا ہے کہ ڈائریکٹر بحیثیت مضارب یہ وعدہ نہیں کرتا، بلکہ ایک دوسری حیثیت میں یہ وعدہ کرتا ہے۔ یہ بھی نامعقول بات ہے، اس لیے کہ اس کام میں مضارب کی اور کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اسلامی معاشی پالیسی:

مذکورہ ساری بحث تو فقہی لحاظ سے تھی، لیکن اگر ہم تشریحی مقاصد اور اسلامی معاشی اہداف کے نقطہ نظر سے سوچیں تو جن صکوک میں سودی بونڈز کے تمام خصوصیات آگئے ہیں یہ صکوک ان شرعی اہداف و مقاصد کے بالکل مخالف ہیں، اسلامی معیشت کا عظیم مقصد یہ ہے (سود کی حرمت کے درپردہ یہی حکمت کار فرما ہے) وہ یہ ہے کہ تجارتی و صنعتی فوائد کو شرکاء کے درمیان انصاف کے ساتھ تقسیم کیا جائے۔ جبکہ مذکورہ صکوک کا طریقہ کار اس بنیاد کی عمارت ہی کو منہدم کر دیتا ہے، اور صکوک کو معاشی نتائج اور ثمرہ کے اعتبار سے مکمل طور پر سودی بونڈز کے مشابہ قرار دیتا ہے۔ اسلامی بینکوں کی تاسیس کا مقصد دنیا میں رائج سودی نظام، اور اسکی جملہ کاروائیوں اور پروڈکشن کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر چلنا تو نہ تھا، بلکہ مقصد تجارتی، مالیاتی اور بینکنگ سیکٹر میں بتدریج نئے مواقع پیدا کرنا جہاں اسلامی ابدی شریعت کے وضع کردہ معاشرتی عدل و انصاف کا بول بالا ہو۔

بہر حال چونکہ اسلامی صکوک کا وضع ایسے اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کے لیے ہوا تھا جو سود سے دور رہتے ہوں، اس لیے صکوک کی مارکیٹنگ اپنے درمیان ان ہی اصولوں کے تحت ہونی چاہیے، اور یہ صکوک ان میں مقبول ہونے چاہیے۔ تاکہ انکو روایتی ریٹنگ (درجہ بندی) کی ضرورت نہ ہو۔ اس وقت شرعی ریٹنگ کا ایک ادارہ بھی وجود میں آگیا ہے، اب ضرورت اس بات کی ہے اسلامی بینک اور مالیاتی ادارے اس کے ساتھ تعاون کریں تاکہ وہ روایتی ریٹنگ کے اداروں سے بے نیاز ہو جائیں۔

بحث کا خلاصہ

- (۱) صکوک کا اجراء جدید تجارتی یا صنعتی منصوبوں کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ اگر پہلے سے موجود منصوبوں کی بنیاد پر ہوتا ہے تو ایسی صورت میں صکوک کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ یہ صکوک اپنے مالکان کے حق میں کمپنی کے حقیقی سرمایہ کے نمائندہ ہیں۔
- (۲) کمپنی کو حاصل ہونے والے تمام منافع صکوک ہولڈرز میں تقسیم ہونے چاہیے، لیکن تقسیم سے پہلے جملہ اخراجات منہا کر لیے جائیں، جن میں ڈائریکٹر کی تنخواہ، یا منافع میں مضارب کا حصہ وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ڈائریکٹر کو کوئی انعامی رقم دی جا رہی ہے تو اسکی بنیاد وہ منافع ہونا چاہیے جس کی توقع آپریشنز سے کی جاتی ہے، نہ کہ یہ رقم سودی ریٹ کی بنیاد پر ہو۔
- (۳) اگر متوقع منافع کے مقابلے میں حقیقی منافع کم ہو تو ایسی صورت میں ڈائریکٹر کے لیے اس بات پابندی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ کوئی قرضہ فراہم کریں گے۔
- (۴) ڈائریکٹر (چاہے وہ مضارب ہو یا پارٹنر یا انویسٹمنٹ کا نمائندہ) کے لیے اس بات کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ وعدہ کریں کہ کمپنی کے اصول پر نٹڈ پرائس کی بنیاد پر خریدیں گے، بلکہ اگر خرید رہے ہیں تو خالص اصول کی قیمت کی بنیاد پر خریدیں گے۔ یا پھر ایسی قیمت پر خریدیں گے جس پر خریدنے کے وقت اتفاق کر لیا گیا ہو۔

مراجع و حواشی

- ۱- ابراہیم مصطفیٰ وغیرہم: المعجم الوسیط: مجمع اللغة العربیة، قاہرہ، ص: ۵۲۱، ج: ۱ ۲- (سورۃ الذاریات ۲۹)
- ۳- المصباح المنیر، المنتفی شرح المؤطا، ج: ۳، ص: ۳۱۱ (الصکوک الاسلامیہ (التورق) وتطبیقاتھا المعاصرۃ وتداولھا)
- ۴- معاییر الشرعیہ: صکوک الاستثمار المعیار الشرعی رقم ۷، ص: ۳۶۷ ۵- الصکوک الاسلامیہ ص: ۱۵، ۱۶
- ۶- الصکوک المالیه الاسلامیہ ص: ۱۳۱ بحوالہ اسواق الاوراق المالیه و آثارھا ۷- المورد ص: ۱۱۷، دار القلم، بیروت
- ۸- الفقہ الحنفی فی توبہ الجہید: ۲/۳، مکتبہ دار القلم دمشق ۹- الصکوک وتطبیقاتھا المعاصرۃ ص: ۳
- ۱۰- صحیح البخاری، کتاب الاجارات، باب اجر السمسرة ۱۱- الکافی لابن قدامة: کتاب الوکالۃ، ص: ۲۵۳، ۲
- ۱۲- راجع مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب البیوع والاقضیۃ، باب ۳۶، ج: ۶، ص: ۱۰۸، ۱۰۷، من طبع ادارۃ القرآن، کراتچی، مصنف عبدالرزاق، ۸، ۲۳۳، رقم الحدیث، ۱۵۱۸، ابی ۱۵۲۲
- ۱۳- ۱۲، ۱۳۳، عمدة القاری، ۱۳
- ۱۶- موطا امام مالک ۶۵/۲ و سنن ابی داود، باب فی الرجل ینبع مال ینس عنده، رقم ۳۵۰۴، وجامع الترمذی، باب ماجاء فی کرہیۃ مال ینس عنده۔ رقم ۱۲۳۴
- ۱۷- التبیان لابن عبد البر ۲/۳۸۴ ۱۸- المغنی لابن قدامة ۴/۱۶۲ ۱۹- المغنی ۴/۲۱۱
- ۲۰- فتح القدر ۶/۷۷